سورہ روم　　بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O　　ایت نمبر(۳۱۔۳۲)

وَلَا تَکُوۡ نُوۡ امِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ O مِنَ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَھُمۡ وَ کَانُوۡا شِیَعًا کُلُّ حِزۡبٍ بِمَالَدَیۡھِمۡ فَرِحُوۡنَ O

ترجمہ: اور نہ ہو جانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جو ان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعة المبارک

[26 رجب المرجب 1431ھ بمطابق 9 جولائی 2010]

عنوان

شانِ اولیاء اللہ

زیر اهتمام　شعبه دینی امور جوهری ٹرسٹ (جامع مسجد محمدی نئی آبادی اٹاری سروبه لاهور)

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمدللہ ہمارا کسی فرقہ کسی مسلک کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت لسانیت فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کیلئے ہم نے ایک انسانی کوشش شروع کی ہے اور ہر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رہتا ہے لہٰذا ہماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے نور قرآنی ہے اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے وہ ہماری اپنی کوتاہی ہے اس ادنیٰ سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کیلئے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کیلئے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

بتعاون:　محترم جاوید اختر جوہری صاحب صدر جوہری ٹرسٹ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اَوْفُوْ عَھْدَہٗ

اَمَّا بَعْدُ۔

فَاَعُوْذُ بِا اللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ O

صَدَقَ اللّٰہُ وَصَدَقَ رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْم O

آج کا خطبہ جمعۃ المبارک کا عنوان ہے، شان اولیاء اللہ۔

ہم نے اس موضوع کا انتخاب اس لئے کیا ہے کہ گزشتہ جمرات کو حضرت علی ہجویریؒ المعروف داتا صاحب کے مزار اقدس پر خودکش حملوں کی وجہ سے مسلمانوں کو دکھ پہنچا ہے اسکا مداوا کیا جا سکے۔

ہمارا یہ نظریہ ہے کہ اللہ کے ولیوں کا احترام ضروری ہے یہ ایمان مکمل ہونے کی علامت ہے اللہ کے ولیوں کی تذلیل اور انکا مذاح یہ ایمان نامکمل ہونے کی علامت ہے۔

آیئے سنتے ہیں برصغیر اور دنیا کے معروف اولیاء کی شان۔

حضرت اویس قرنیؒ کے حالات و مناقب:

تعارف۔

آپ جلیل القدر تابعین اور مقتدائے اربعین میں سے ہوئے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اویسؒ احسان اور مہربانی کے اعتبار سے بہترین تابعین میں سے ہے۔'' اور جس کی توصیف سرکار دو عالم ﷺ فرمادیں اس کی تعریف دوسرا کوئی کیا کر سکتا ہے۔ بعض اوقات جانب یمن روئے مبارک کر کے حضور اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ''میں یمن کی جانب سے رحمت کی ہوا آتی ہوئی پاتا ہوں۔

چشم باطن سے زیارت ہوئی:

جب صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے پوچھا کہ کیا وہ کبھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں؟ آپ نے فرمایا کبھی نہیں، لیکن چشم ظاہری کے بجائے چشم باطنی سے اس کو میرے دیدر کی سعادت حاصل ہے۔ اور مجھ تک نہ پہنچنے کی دو وجوہ ہیں۔ اول غلبہ حال، دوم تعزیم شریعت، کیوں اس کی والدہ مومنہ بھی ہیں۔ اور ضعیف و نابینا بھی اور اویسؓ شتربانی کے ذریعے ان کے لئے معاش حاصل کرتا ہے پھر جب صحابہؓ نے پوچھا کہ کیا ہم ان سے شرف نیاز حاصل کر سکتے ہیں تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''نہیں'' البتہ عمر و علیؓ سے ان کی ملاقات ہوگی اور ان کی شناخت یہ ہے کہ پورے جسم پر بال ہیں اور ہتھیلی کے بائیں پہلو پر ایک درم کے مساوی سفید رنگ کا داغ ہے لیکن وہ برص کا داغ نہیں لہٰذا جب ان سے ملاقات ہو تو میرا اسلام پہنچانے کے بعد میری امت کیلئے دعا کرنے کا پیغام بھی دینا۔ پھر جب صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ کے پیراہن کا حقدار کون ہے؟ فرمایا کہ اویس قرنیؓ۔

استغناء:

حضرت عمرؓ نے استدعا کی کہ آپ کچھ دیر اسی جگہ قیام فرمائیں میں آپ کیلئے کچھ لے کر آتا ہوں تو آپ نے جیب سے دو درہم نکال کر دکھاتے ہوئے کہا کہ یہ اونٹ چرانے کا معاوضہ ہے۔ اور اگر آپ یہ ضمانت دیں کہ یہ درہم خرچ ہونے سے پہلے میری موت نہیں آئے گی تو پھر یقیناً آپ کا جو جی چاہے عنایت فرمادیں۔ ورنہ یہ دو درہم میرے لیے بہت کافی ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہاں تک پہنچنے میں آپ حضرات کو جو اذیت ہوئی اس کیلئے میں معذرت خواہ ہوں اور اب آپ دونوں واپس ہو جائیں کیونکہ روز حشر قریب ہے اور میں زاد آخرت کی فکر میں لگا ہوا ہوں پھر ان دونوں صحابہؓ کی واپسی کے بعد جب لوگوں کے قلوب میں حضرت اویسؓ کی عظمت جاگزیں ہوئی اور مجمع لگنے لگا تو آپ گھبرا کر کوفہ میں سکونت پذیر ہو گئے اور وہاں پہنچنے کے بعد بھی صرف ہرم بن حبانؓ نے آپ کی شفاعت کا واقعہ سنا تھا۔ اشتیاق زیارت

میں تلاش کرتے ہوئے کوفہ پہنچے۔

خواجہ امام حسن بصریؒ کے حالات ومناقب:

تعارف۔

آپ باعمل عالم بھی تھے اور زاہد ومتقی بھی۔سنت نبوی ﷺ پرسختی سے عمل کرتے اور سدا خشیتِ الٰہی میں غرق رہتے۔آپ کی والدہ ام المومنین حضرت امِ سلمہؓ کی کنیز تھیں اور جب بچپن میں آپ کی والدہ کسی کام میں مصروف ہوتیں اور آپ رونے لگتے تو ام المومنینؓ آپ کو گود میں اٹھا کر اپنے پستان مبارک آپ کے منہ میں دے دیتیں۔اور وفور شوق میں آپ کے پستان سے دودھ بھی نکلنے لگا۔اندازہ فرمایئے کہ جس ہستی نے ام المامنین کا دودھ پیا ہو۔اس کے مراتب کا کون منکر ہوسکتا ہے۔

حضرت رابعہ بصری کا مقام:

ہفتہ میں ایک مرتبہ آپ وعظ کیا کرتے تھے مگر جب تک حجرت رابعہ بصریؒ شریک نہ ہوتیں تو وعظ نہیں کہتے۔لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کے وعظ میں تو بڑے بڑے بزرگ حاضر ہوتے ہیں پھر آپ صرف ایک بوڑھی عورت کے نہ ہونے سے وعظ کیوں ترک کردیتے ہیں؟ فرمایا کہ ہاتھی کے برتن کا شربت چیونٹیوں کے برتن میں کیسے سما سکتے ہیں؟ اور جب آپ کو دوران وعظ جوش آجاتا تو رابعہ بصری سے فرماتے کہ یہ تمہارے ہی جوش وگرمی کا اثر ہے۔

ایک روایت:

ایک سال بصرہ میں ایسا شدید قحط پڑا کہ دولاکھ افراد نماز استسقاء کیلئے بیرون شہر پہنچے اور ایک منبر پر حسن بصریؒ کو بٹھا کر اوپر اٹھاتے ہوئے دعا میں مشغول ہوگئے۔لیکن آپ نے فرمایا کہ اگر تم بارش کے متمنی ہو تو مجھ کو شہر بدر کردو اور اس وقت آپ کے روئے مبارک سے خشیت الٰہی کے آثار ہویدا تھے کیوں کہ آپ ہمیشہ مصروف گریہ رہتے اور کسی نے کبھی ہونٹوں پر مسکراہٹ نہیں دیکھی۔

نصیحت:

ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے آپ کو مکتوب ارسال کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ مجھے کوئی ایسی نصیحت کیجئے۔جو میرے تمام امور میں معاون ہوسکے۔جواب میں آپ نے لکھا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارا معاون نہیں ہے تو پھر کسی سے بھی معاونت کی توقع ہرگز نہ رکھو۔پھر دوسرے مکتوب کے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس دن کو بہت ہی نزدیک سمجھتے رہو۔جس دن دنیا فنا ہوجائے گی اور صرف آخرت باقی رہے گی۔

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے حالات ومناقب:

تعارف۔

آپ پردہ نشینوں کی مخدومہ، خاصان خداوندی، سوختہ عشق، قرب الٰہی کی شیفتہ اور پاکیزگی میں مریم ثانی تھیں

آپ شب وروز ایک ہزار رکعت نماز پڑھا کرتی تھیں اور گاہے گاہے حضرت حسن بصریؒ کے وعظ میں بھی شریک ہوتیں ایک روایت ہے کہ ابتداء میں آپ گاتی بجاتی تھیں بعد میں تائب ہوکر جنگل میں گوشہ نشین ہوگئیں۔پھر جس وقت سفر حج پر روانہ ہوئیں تو آپ کا ذاتی گدھا بہت نحیف تھا اور جب آپ سامان لاد کر روانہ ہوچکیں تو وہ راستہ ہی میں مرگیا۔یہ دیکھ کر اہل قافلہ نے عرض کیا کہ آپ کا سامان ہم لوگ اٹھالیں گے لیکن آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے بھروسے پر سفر نہیں کیا ہے یہ سن کر اہل قافلہ آپ کو تنہا وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئے اس وقت آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ ایک نادار وعاجز کے ساتھ کیا یہی سلوک کیا جاتا ہے کہ پہلے تو اپنے گھر کی جانب مدعو کیا پھر راستے میں میرے گدھے کو مار ڈالا اور مجھ کو جنگل میں تنہا چھوڑ دیا گیا۔ابھی آپ کا شکوہ ختم بھی نہ ہونے پایا تھا کہ گدھے میں جان آگئی اور آپ اس پر سامان لاد کر عازم مکہ ہوگئیں۔

حقیقی توبہ:

آپ اکثر فرمایا کرتیں کہ صرف زبانی توبہ کرنا کاذب لوگوں کا فعل ہے کیونکہ اگر صدق دلی کے ساتھ توبہ کی جائے تو دوبارہ کبھی توبہ کی ضرورت ہی پیش نہ آئے پھر فرمایا

کہ معرفت توجہ الی اللہ کا نام ہے اور عارف کی شناخت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے پاکیزہ قلب طلب کرے اور جب عطا کر دیا جائے تو پھر اسی وقت اس کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دے تا کہ حجابات حفاظت میں محفوظ رہ کر مخلوق کی نگاہوں سے پوشیدہ رہے۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ کے حالات ومناقب:

تعارف۔

آپ بہت ہی اہل تقویٰ بزرگوں میں سے ہوئے ہیں اور بہت سے مشائخ سے شرف نیاز حاصل کیا بہت عرصہ تک حضرت امام ابوحنیفہؒ کی صحبت میں رہے جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ آپ کو وہ تمام علوم حاصل تھے جو اولیاء کرام کو ہوا کرتے ہیں اور درحقیقت آپ گنجینہ علوم کے قلید تھے ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو لوگوں نے حقارت آمیز نظروں سے دیکھا لیکن امام ابوحنیفہؒ نے سیدنا کہہ کر خطاب کیا اور اپنے نزدیک جگہ دی اور جب لوگوں نے سوال کیا کہ انہیں سرداری کیسے حاصل ہوگئی تو امام صاحب نے فرمایا کہ ان کا مکمل وقت ذکر وشغل میں صرف ہوا ہے اور ہم دنیاوی مشاغل میں بھی حصہ لیتے رہتے ہیں۔

آپ نے کسی سے سوال کیا کہ تم جماعت حق میں شمولیت چاہتے ہو اور جب اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا کہ دنیا اور آخرت کی رتی بھر پرواہ نہ کرتے ہوئے خود کو غیر اللہ سے خالی کر لو اور رزق حلال استعمال کرو پھر فرمایا کہ صوم وصلوٰۃ اور جہاد وحج پر کسی کو جوانمردی کا مرتبہ اس وقت حاصل نہیں ہو سکتا جب تک وہ یہ محسوس نہ کر لے کہ اس کی روزی کس قسم کی ہے ایک روایت ہے کہ کسی نے آپ سے ایک صاحب وجد اور عبادت وریاضت میں مشغول رہنے والے نوجوان کی بہت تعریف کی چنانچہ اشتیاق ملاقات میں جب اس کے ہاں پہنچے تو اس نے آپ سے تین یوم کیلئے یہاں مہمان رکھنے کی استدعا کی اور جب آپ نے تین یوم میں اس کے احوال کا مطالعہ کیا تو محسوس کیا کہ اس کی جتنی تعریف سنی تھی اس سے کہیں زیادہ بہتر ثابت ہوا اور یہ دیکھ کر آپ نے نادم ہو کر فرمایا کہ ہم تو اس قدر قابل وجود ہیں اور یہ شب بیداری کرتا رہتا ہے لیکن پھر آپ کو یہ خیال آیا کہ کہیں یہ ابلیس کے کسی فریب میں مبتلا تو نہیں ہے اس لئے یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ حلال رزق استعمال کرتا ہے یا نہیں اور جب آپ کو یہ یقین ہو گیا کہ اس کی روزی حلال نہیں ہے تو پھر آپ نے اسے اپنے یہاں تین یوم مہمان رکھنے کے متعلق فرمایا اور اس کو اپنے ہمراہ لا کر کھانا کھلایا جس کے بعد اس کی پہلی سی حالت نہیں رہی اور جب اس نے یہ پوچھا کہ آپ نے یہ کیا کر دیا تو فرمایا کہ تجھے رزق حلال حاصل نہ ہونے کی وجہ سے شیطان کی کارفرمائیاں جاری تھیں اور اب میرے یہاں کے رزق حلال نے تیری باطنی حالت کو تبدیل کر کے رکھ دیا ہے اور تجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تمام عبادت وریاضت کا تعلق صرف رزق حلال پر موقوف ہے۔

حضرت ابوسفیان ثوری کے حالات ومناقب:

ؒتعارف:

آپ شریعت وطریقت میں کامل اور علوم ورسالت کے وارث تھے جس کی وجہ سے عوام نے آپ کو امیر المومنین کا خطاب دیا تھا اور علوم ظاہری باطنی پر آپ کو مکمل دسترس حاصل تھی اور بہت سے مشائخ آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے ایک مرتبہ حضرت ابراہیمؒ نے آپ کو سماعت حدیث کی دعوت دی اور جب وہاں پہنچے تو فرمایا کہ مجھ کو تو صرف آپ کے اخلاق کا امتحان مقصود تھا ورنہ درحقیقت کسی کام کی غرض سے نہیں بلایا۔

آپ عوام سے بہت شفقت کے ساتھ پیش آتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ ایک پرندہ قفس میں مضطرب تھا تو آپ نے اس کو آزاد کر دیا اور وہی پرندہ آپ کے یہاں پہنچ کر آپ کی عبادت کو دیکھتا رہتا تھا اور آپ کی وفات کے بعد جنازے پر کبھی روتا ہوا گزرجاتا اور کبھی جنازے پر لوٹتا اور تڑپتا تھا اور جب آپ دفن ہو چکے تو وہ پرندہ اکثر آپ کے مزار پر روتا رہتا تھا حتیٰ کہ ایک دن قبر میں سے آواز آئی کہ مخلوق کی شفقت کی وجہ سے خدا نے ان کی مغفرت فرمائی۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے حالات ومناقب:

تعارف۔

آپ کا اسم گرامی نعمان والد کا نام ثابت اور آپ کی کنیت ابوحنیفہ ہے اور آپ علم وشریعت کے مہر وماہ بن کر آسمان طریقت پر روشن آئے اور آپ نہ صرف رموز حقیقت سے آگاہ تھے بلکہ دقیق سے دقیق مسائل وعلوم کے معانی ومطالب واضح کرنے میں مکمل ورک رکھتے تھے اور آپ کی عظمت جلالت کی یہ دلیل ہے کہ غیر مسلم بھی آپ کی

تعریف واحترام کرتے تھے اور آپ کی عبادت وریاضت کا صحیح علم تو خدا ہی کو ہے آپ کو بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ سے شرف نیاز حاصل رہا۔ اور حضرت فضیلؒ ، حضرت ابراہیمؒ ، حضرت بشر خافیؒ ، وغیرہ اہم ہستیاں آپ کے تلامزہ میں شامل ہیں ۔

فتویٰ اور تقویٰ ۔ ایک مرتبہ آپ بازار جارہے تھے کہ گرد وغبار کے کچھ ذرات آپ کے کپڑوں پر آ گئے تو آپ نے دریا پر جا کر کپڑے کو خوب اچھی طرح دھو کر پاک کیا اور جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے نزدیک تو اتنی نجاست جائز ہے پھر آپ نے کپڑا کیوں پاک فرمایا کہ وہ فتویٰ ہے اور یہ تقویٰ ۔

آپ کا مقام ۔ حضرت یحییٰ معاذ رازیؒ نے حضورا کرم ﷺ سے خواب مین پوچھا کہ میں آپ کو کس جگہ تلاش کروں ۔ حضورا کرم ﷺ نے فرمایا کہ ابو حنیفہؒ کے پاس ۔ چونکہ امام صاحب کے تفصیلی مناقب بیان کرنا بے حد مشکل ہے اس لئے یہاں اختصار سے کام لیا گیا ۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے حالات ومناقب :

تعارف ۔

ریاضت وتقویٰ میں آپ کا مقام بہت بلند ہے اور آپ ذہین اور ذکی ہونے کے ساتھ ساتھ مستجاب الدعوات بھی تھے اور معاندین نے آپ کے اوپر جو بہتان باندھے ہیں آپ کی ذات گرامی ان سے قطعاً مبرا ہے ۔

واقعہ ۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں جنگل میں راستہ بھول گیا اور جب ایک اعرابی سے راستہ معلوم کرنا چاہا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا مجھے خیال ہوا کہ شاید یہ فاقہ سے ہے اور جب میں نے کھانا دینا چاہا تو وہ بہت ناراض ہو کر کہنے لگا کہ اے امام حنبلؒ کیا تجھے خدا پر اعتماد نہیں جو خدا کی طرح مجھے کھانا دینا چاہتا ہے جبکہ تو خود گم کردہ راہ ہے مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو کہاں کہاں پوشیدہ کر رکھا ہے وہ میری نیت کو بھانپ کر بولا کہ خدا کے بندے تو ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ تمام سر زمین کو سونا بن جانے کیلئے کہدیں تو پورا عالم سونے کا بن جائے اور میں جب نگاہ اٹھائی تو پورا صحرا سونے کا نظر آیا اور غیب سے یہ ندا آئی کہ یہ ہمارا محبوب بندہ ہے اور اگر یہ کہدے تو ہم پورے عالم کو زیروزبر کر دیں لہٰذا آپ کو اس بات کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ تیری ملاقات ایسے بندے سے ہوگئی لیکن آج کے بعد اس کو کبھی نہ دیکھ سکے گا

حضرت جنید بغدادیؒ کے حالات ومناقب :

تعارف ۔

آپ حضرت سری سقطیؒ کے بھانجے اور حضرت محاسبیؒ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے آپ بحر شریعت وطریقت کے شناور ، انوار الٰہی کا مخزن ومنبع اور مکمل علوم پر دسترس رکھتے تھے اسی وجہ سے اہل زمانہ نے آپ کو کامل اور علم وعمل کا سرچشمہ تسلیم کر لیا تھا ۔

ایک مرتبہ چور نے آپ کا کرتہ چرالیا اور دوسرے دن جب بازار میں آپ نے اس کو فروخت کرتے ہوئے دیکھا تو خریدنے والا چور سے یہ کہہ رہا تھا کہ اگر کوئی یہ گواہی دیدے کہ یہ مال تیرا ہی ہے تو میں خرید سکتا ہوں ، آپ نے فرمایا کہ میں واقف ہوں یہ سن کر خریدار نے کرتہ خرید لیا ۔ کسی نے آپ سے ننگا بھوکا رہنے کی شکایت کی تو فرمایا کہ خدا تجھے ہمیشہ ننگا بھوکا رکھے کیونکہ یہ نعمت تو وہ اپنے مخصوص بندوں کو ہی عطا کرتا ہے اور کبھی اس شاکی نہیں ہوتے ۔

قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ :

آپؒ کی ولادت عراق کے شہر گیلان میں ۴۷۰ھ میں ہوئی آپؒ فاطمی میں سے ہیں جنکا سلسلہ نسب حضرت امام حسن سے جا ملتا ہے ۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ بغداد تشریف لے گئے جو اس زمانہ میں تمام علوم کا مرکز تھا یہ وہ سال تھا امام غزالیؒ نے تلاش حق وحصول یقین کیلئے بغداد کو خیرباد کہہ دیا تھا ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے امام غزالیؒ کی جگہ اس جلیل القدر شخصیت کو مامور فرمادیا ۔ آپ نے علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی کی تحصیل کو ترک نہیں کیا اور طریقت وسلوک کی تعلیم حاصل کی آپ نے تکمیل علم اپنے استاد ابوسعید مخزومی کے زیر سایہ کی اور انہی سے اپ کو خلافت حاصل ہوئی ۔ بادشاہ اور وزراء آپ کی مجالس میں نیاز مندانہ حاضر ہوتے اور ادب سے جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے علماء اور فقہا کا تو کچھ شمار نہ تھا جس نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہ کیے ہوں ۔ آپ کی عادت تھی کہ ہر شب مہمانوں کے ہمراہ کھانا تناول فرماتے اور ضعیف وکمزور لوگوں کی ہم نشینی اختیار فرماتے ۔ آپ کی محفل میں بیٹھنے والا ہر شخص یہی محسوس کرتا کہ سب سے زیادہ شفقت اسی کیلئے ہے ۔

حضرت علی ہجویریؒ:

سید علی ہجویریؒ کی ولادت باسعادت 400ھ بمطابق 1009ء میں کابل (افغانستان) سے ستر میل دور بمقام غزنوی میں ہوئی۔اس وقت غزنوی میں سلطان محمود غزنوی کی حکمرانی تھی۔آپ کا نویں واسطے سے شجرہ نسب حضرت علی سے جاملتا ہے اور بارہویں واسطے سے طریقت (روحانیت) کا سلسلہ بھی حجرت علیؓ سے جاملتا ہے۔آپ کا سلسلہ نسب والد محترم کی طرف سے حضرت امام حسن اور والدہ ماجدہ کی طرف سے امام حسینؓ سے ملتا ہے۔اس لیے آپ حسنی وحسینی سلسلہ فاطمی کے چشم وچراغ ہیں۔اپنی عمر کے اکیس برس میں ظاہری علوم سے فراغت۔آپؒ عقیدہ کے اعتبار سے حنفی سنی تھے۔

کیونکہ آپ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مسلک پر گامزن تھے جن سے علی ہجویری کو خاص عقیدت تھی۔حضرت سید علی ہجویریؒ اور انکا خاندان صالحین، بزرگان دین اور تصوف کے کاروان کے راہبر وراہنما تھے اور گلشن اولیاء کے گلدستہ کے پھولوں میں ایک خوبصورت ونمایاں پھول تھے برصغیر پاک وہند میں دور زمانہ جاہلیت کے پرآشوب زمانہ میں علی ہجویریؒ کی آکد نے اس تاریک حصہ کرہ ارض کو نور کی ضیاء پاشی سے منور کردیا۔انکی تعلیمات دینیہ سے لاکھوں لوگوں کے قلوب میں دین کی شمع روشن ہوئی۔ سلطان محمود غزنوی کا ہندستان میں متواتر جہاد دراصل باران رحمت کا آغاز تھا۔آپ اس دور میں لاہور تشریف لائے اور امت مسلمہ کو دین اسلام کی تعلیم دینے اور حق وصداقت پر عمل کرنے کی تبلیغ اور اشاعت اسلام کا بیڑہ اٹھایا تو دین اسلام کی اس طرح آبیاری فرمائی کہ سید علی ہجویریؒ کی ساری زندگی احکام شریعت کی پابندی، عشق رسول ﷺ کی سرشاری، اسوہ حسنہ کی پیروی اور قرآن وسنت کی ترویج میں گزری۔آپؒ نے کسب روحانی کیلئے شام، عراق، فارس، خراسان اور دیگر کئی ممالک کا سفر اختیار کیا حتیٰ کہ طالبان حق کی بھی راہنمائی کی۔ان کے لاکھوں عقیدت مندوں کی طرح خواجہ معین الدین چشتیؒ جیسی عظیم المرتبت شخصیت سے قلبی اور روحانی عقیدت اور محبت بھی اس بات کی غماز ہے کہ خواجہ معین الدین چشتیؒ نے اجمیر (انڈیا) جانے سے قبل حضرت سید علی ہجویریؒ سے اظہار عقیت کا مظہر ہے۔کئی دیگر روایات کے مطابق حضرت سید علی ہجویریؒ کی ولادت سن 470ھ میں ہوئی اور وصال 561ھ میں فرمایا۔

سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری:

آپؒ کی ولادت 530ھ میں بمقام اصفہان ہوئی۔فقر ومساکین کی خدمت آپؒ کا وطیرہ تھا۔اول علوم ظاہری کی تکمیل کے لیے حضرت مولانا حسام الدین کی خدمت میں چونتیس سال حاضر رہے اور مرتبہ کمال حاصل کیا اس کے بعد آپؒ طلب حق کیلئے حضرت عثمان ہارونیؒ کے ہاں بغداد تشریف لے گئے جنکی شفقت وعنایات سے بہت جلد دولت عرفان کے حصول میں کامیاب ہوئے حق سبحانہٗ وتعالیٰ اور حضور رسالت مآب ﷺ کے آپؒ پر جو انعامات وکرامات ہوئے اسکا شمار دشوار ہے۔آپؒ حضور نبی اکرم ﷺ کی ہدایت پر ہندوستان تشریف لائے اور سلطان الہند کے لقب سے سرفراز ہوئے جو دربار رسالت ﷺ سے عطا ہوا تھا۔سرزمین ہند جو کفر سے تیرہ تاریک ہو رہی تھی آپ کے قلب نورانی کی شعاعوں سے جگمگا اٹھی۔فیضان ظاہر وباطن آپ پر سب پر عام ہو گیا۔ایک کثیر مخلوق خدا نے راہ ہدایت حاصل کی۔آپؒ کا وصال 632ھ میں ہوا۔

آپ کا دریائے فیض باطنی اور جود وسخا ظاہری بدستور ہنوز جاری ہے ہر شخص اپنے مرتبے کے موافق اپنی مراد کو پاتا ہے آپؒ کا مزار اجمیر شریف ہندستان میں واقع ہے۔حضرت خواجہ معین الدینؒ کا سلسلہ نسب بارہ واسطوں سے امیر المومنین حضرت علیؓ سے ملتا ہے آپ کی ولادت باسعادت 14 رجب 536ھ کو جنوبی ایران کے علاقے سیستان میں ہوئی۔آپ کے والد غیاث الدین حسنؒ بہت دولت مند تاجر اور علاقہ کے بااثر شخصیت تھے۔وہ امارت کے باوجود عابد اور زاہد مسلمان تھے۔حضرت معین الدینؒ نے ایک دولت مند گھرانے میں بڑے نازونعم کے ساتھ پرورش کی۔روایات کے مطابق عیش وعشرت کی فراوانی کے باوجود حضرت خواجہ معین الدینؒ بچپن سے ہی قناعت پسندی کے حامل تھے پھر سیستان اور خراسان میں بڑے پرآشوب دور کا آغاز ہوا۔سرسبز شاداب علاقے تباہ برباد کر دیے گئے ملت اسلامیہ میں کئی فرقے پیدا ہو گئے جو بڑی سفا کی اور بے رحمی سے ایک دوسرے کا خون بہانے لگے۔ابتداء کے اس دور میں خواجہ غیاث لدین حسن سکونت کرنے پر مجبور ہو گئے اس لیے اپنے اہل وعیال کے ہمراہ خراسان چلے گئے مگر وہاں کی صورت حال بھی سیستان کی طرح خراب ہو گئی تاتاریوں کا وحشی گروہ جسے ''غز'' کے نام سے پکارا جاتا تھا پوری طاقت سے یلغار کرتا ہوا سیستان کے حاکم سلجوقی خاندان کے سلطان سنجر کو شکست فاش دیکر تمام علاقوں پر قابض ہو گیا۔یہ درشت مزاج اور وحشی فطرت لوگ خراسان میں گھس آئے اور ''طوس''، نیشاپور، کے بیدردی سے لوٹا۔مساجد برباد کر دی گئیں۔عصمت دری کی گئی اور بے دردی سے مردوں بالخصوص نوجوانوں کو قتل کیا گیا۔انہوں نے مسجدوں اور شفاخانوں میں پناہ لینے والوں تک کو تہہ تیغ کر دیا۔تمام علماء، فضلاء، اولیاء، ابرار، اور شیوخ شہید کر دیے گئے۔نیشاپور جو اس دور میں علم

وفضل کا مخزن تھا سب خاک میں ملا دیا گیا حتیٰ کے کل کتب خانوں کو آگ لگا دی گئی۔ اس المناک ماحول میں حضرت خواجہ معین الدینؒ نے پرورش حتی کہ آپ امام الانبیاء ﷺ کے حکم پر ہندستان تشریف لے آئے۔ آپ نے اپنے حسن اخلاق، کردار اور عمل اور روحانی بصیرت سے اس تاریک خطۂ ارض میں اسلام کا ایسا چراغ روشن کیا کہ لوگ جوک در جوک حلقہ اسلام میں داخل ہوتے رہے اور آپؒ نے کثیر تعداد میں خلفاء مقرر کیے جنہوں نے پاک و ہند کے طول و عرض میں اسلام پھیلایا۔ اس طرح شمع سے شمع جلتی رہی اور ضیاء پاشی نے ایک عالم منور کر دیا۔ آپ کی کرامات بے حد وحساب ہیں۔ بادشاہ وقت فتوحات اور اولاد کیلئے حاضر ہوتے وردامن مراد بھر کر جاتے۔ ہر مسلم اور غیر مسلم کیلئے آپ کا دروازہ کھلا تھا سلطان محمد غوری کو کفاران پر فتح آپ کی دعا سے نصیب ہوئی ورنہ اسے متعدد بار ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑا۔ آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کے مزار اقدس پر شاہ گدا آتے اور دامن مراد بھر کر لے جاتے رہے۔ ان جلیل القدر شخصیات میں شہنشاہ ہند جلال الدین اکبر بھی تھا جس نے اپنا دین الٰہی جاری کر کے ہندستان میں دین اسلام سے لوگوں کو منحرف ہونے پر مجبور کر دیا تھا جس سے تمام علماء، فضلا اور درویش نالاں تھے۔ حضرت سلیم چشتیؒ یکے از خلیفہ خواجہ معین الدین اجمیریؒ کی ہدایت پر شہنشاہ اکبر مزار اقدس پر حاضری کیلئے 120 کوس پیادہ پا سفر طے کر کے اجمیر پہنچے اور گریہ زاری کر کے عطائے فرزند کیلئے دعا کی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں جہانگیر جیسا فرزند عطا فرمایا۔ اسی طرح محی الدین اورنگزیب عالم گیر جیسے باشرع مومن مسلمان نے بھی برہنہ پا مزار اقدس پر حاضر ہو کر اولاد کیلئے دعا کی جو شرف قبولیت ہوئی۔ جبکہ شاہی خود ساختہ دین الٰہی نے دم توڑ دیا اور دین اسلام کی آبیاری سے پھر چمن گلستان میں بہار آ گئی۔

حضرت فرید الدین گنج شکرؒ:

آپ سلسلہ چشتیہ کے نامور بزرگ اور ولی اللہ گزرے ہیں۔ جنکا مزار اقدس پاکپتن (پاکستان) میں واقع ہے آپؒ کے والد خواجہ جمال الدین سلیمانؒ سلطان شہاب الدین غوری کے زمانہ میں ملتان تشریف لائے۔ خواجہ جمال الدین علوم ظاہری اور باطنی میں باکمال تھے مولانا وجیہ الدین جحو ندی کے خاندان میں بی بی قرشم خاتون سے عقد ہوا جنکے بطن مبارک سے خواجہ فرید الدین آغاز ماہ رمضان 569ھ میں تولد ہوئے۔ چاندرات کو معلوم نہ ہوسکا کہ چاند نظر آیا کہ نہیں۔ لوگ آپ کے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور روزہ رکھنے کی بابت استفسار کیا۔ ایک بزرگ جوان کے حلقہ ارادت میں بیٹھے تھے فرمایا کہ آپ کے فرزند قطب الاقطاب ہونے والے ہیں اگر وہ دودھ پی لیں تو رمضان کا آغاز نہیں بصورت دیگر سب کو روزہ رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ نے دودھ نہیں پیا۔ اس طرح سب لوگوں نے روزہ رکھ لیا۔ بعد میں قرب سے چاند نظر آنے کی اطلاع مل گئی۔ آپ نے تمام رمضان دن میں دودھ نہیں پیا۔ بوقت افطار دودھ پی لیتے۔ ابداء سے ہی اثار عرفان وکمالات آپ کی پیشانی مبارک سے ہویدا تھے۔ آپ کی والدہ نے دو سال کی عمر میں نماز پڑھانی شروع کر دی تو آپ نے اپنی والدہ سے دریافت کیا کہ نماز پڑنے سے کیا ملتا ہے؟ آپ کی والدہ نے جواب دیا کہ شکر ملتی ہے لہٰذا جب والدہ آپ کو نماز کیلئے کھڑا کرتیں تو مصلی کے نیچے شکر رکھ دیتیں اس لیے کہ بچوں کو مٹھاس سے رغبت ہوتی ہے اس طرح بعد فراغت نماز آپ کی والدہ شکر نکال کر آپ کو دیا کرتیں۔ ایک روز آپ کی والدہ ماجدہ کسی عزیز کے گھر تشریف لے گئیں اور آپ حسب عادت نماز کے وقت مصلی پر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے دعا کے بعد مصلی کے نیچے دیکھا تو قدرت الٰہی سے شکر کا خزانہ موجود پایا۔ آپ نے خود بھی شوق فرمایا اور بچوں میں بھی تقسیم فرمایا۔ اس کے بعد والدہ کے واپس آنے پر انہیں کہا کہ تمہارے پاس نماز پڑھنے سے کم شکر ملتی تھی۔ آج ہمیں پروردگار عالم نے گنج شکر عطا فرمایا اسی وجہ سے آپ کا لقب گنج شکر پڑ گیا۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔ کشف وکرامات آپ کے بے حد ہیں آپ اجل خلفائے اول خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی المعروف احمد سرہندیؒ:

گیارھویں صدی ہجری کے ابتدائی دو عشرے برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کیلئے انتہائی ابتلاء اور آزمائش کا پیغام لے کر آئے یہی وہ دور تھا جب شہنشاہ اکبر نے خود ساختہ دین الٰہی کا اجراء کیا اور اسے فروغ دینے کا بیڑہ اٹھایا اس نے علماء سوء اور جاہ پرست صوفیوں کو اپنے ساتھ جبر یا تحریص سے اپنے ساتھ ملا کر شریعت محمدیہ کے خلاف ایک طوفان بپا کر دیا۔ اس نے اسلامی تقویم کی جگہ اکبری ماہ سال رائج کیے۔ نماز روزہ، حج وغیرہ کو غیر ضروری قرار دیا گیا اور دین اسلام کے بارہ میں یہ مشہور کر دیا کہ وہ ایک ہزار سال کے بعد اپنی افادیت کھو چکا ہے اور اس کی جگہ اکبر کے دین الٰہی نے لے لی ہے ان پر آشوب حالات میں جس مرد مومن نے اکبر کے دین الٰہی کی ڈٹ کر مخالفت کی اور سینہ تان کر میدان عمل میں اترے وہ احمد سرہندیؒ ہیں جن سے اللہ نے اس دور گمراہی میں تجدید احیائے دین کا عظیم الشان کام لیا اور جنہیں ہمارا زمانہ امام ربانی مجدد الف ثانی کے نام سے یاد کرتا ہے مجدد الف ثانی کی ولادت باسعادت 971ھ سرہند شریف انڈیا میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب

اٹھائیس واسطوں سے حضرت عمر فاروقؓ تک پہنچتا ہے۔آپ کے والد ماجد شیخ عبدالاحد سلسلہ چشتیہ کے باکمال درویش تھے۔حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ سے انہیں خلافت ملی تھی۔آپ جید عالم دین تھے۔ان کو حضرت شاہ کمال کیتھلی نے خوشخبری دی تھی کہ ان کے گھر ایک سعادت آثار فرزند تولد ہوگا جس کی بدولت الحاد کفر، بدعت اور ضلالت کی تاریکی دور ہوگی اور ہر طرف ایمان اور نور کی روشنی پھیل گئی۔ظاہری علوم سے فراغت پا کر آپ نے اپنے والد کے دست مبارک پر بیعت کی اور سلسلہ چشتیہ میں داخل ہو کر راہ سلوک کی منازل طے کیں۔سلسلہ قادریہ کے فیوض اور برکات بھی والد ہی سے حاصل کیئے۔حضرت مجدد الف ثانی کی چار تصانیف یادگار ہیں۔ (۱) مکتوبات (۲) معارف لدنیہ (حروف مقطعات کے اسرار و موز) (۳) رسالہ مبداد و معاد (آداب طریقت (۴) شرح رباعیات۔حضرت مجدد الف ثانیؒ 63 سال کی عمر میں 28 صفر 1034ھ کو اس دنیائے فانی سے کوچ فرما گئے۔

مختلف اولیاء کے واقعات ان کی دینی خدمات و کرامات سنی ہیں اولیاء اللہ کی شان سننے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کوئی مسلم داتا دربار پر حملہ نہیں کر سکتا بلکہ یہ آلہ کار لوگ ہی ہو سکتے ہیں اس حملہ کے بعد لوگوں کے جذبات مشتعل ہیں ہم اس اشتعال بڑھنے والی آگ پر پانی ڈالنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ بزرگ سب کے ہی ہوا کرتے ہیں یہ وقت باہم الزام ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے کا نہیں ہے یہ وقت اتحاد کا ہے یہیں درس حضرت علی ہجویریؒ کا تھا بارہ سو سال قبل وہ لاہور تشریف لائے اور وحدت واخوت رواداری کا درس دیتے رہے ہم میں سے کتنے لوگ ایسے ہونگے جو انکی دعوت کی بدولت مسلمان ہوئے ہوں گے۔ممکن ہے میں اور آپ ان ہی کی وجہ سے مسلمان ہوں لہٰذا داتا صاحب کی تعلیمات یہ ہیں کہ دینی احکام کی پابندی کے ساتھ مسلمان اتحاد و اتفاق کی زندگی گزاریں یہ سب کچھ فرقہ واریت کی وجہ سے ہو رہا ہے ہم سب مسلمان بن جائیں یہ لڑائی جھگڑے ختم ہو جائیں اللہ ہم سب کو فرقوں کی لعنت سے بچائے۔

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافتِ عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسدان بھی مسلمان تھے دنیا میں ہر نئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت، لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جا رہی ہے آیئے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تا کہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گم شدہ علمی میراث واپس مل جائے اور عظمتِ رفتہ بحال ہو جائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہؓ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین